قرآن و سنت کی بالادستی کا دستوری سفر

مولانا زاہد الراشدی

قومی اسمبلی میں قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کا بل پیش کر دیا گیا ہے اور وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ان کی حکومت ملک میں قرآن و سنت کی بالادستی کو یقینی بنانے کے لئے کام کرے گی۔ جبکہ ایوان صدر سے جاری ہونے والے ایک اعلان کے مطابق صدر محمد رفیق تارڑ نے اسے ایک تاریخی واقعہ قرار دیتے ہوئے علماء کرام، صحافیوں اور عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کریں۔

قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کا مطالبہ ایک عرصہ سے کیا جا رہا تھا اور قریبی ذرائع کے مطابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے والد محترم میاں محمد شریف کچھ عرصہ سے ذاتی طور پر اس کے لئے کوشاں تھے کہ ان کے فرزند جتنی جلدی ہو سکے اس کار خیر کو کر گزریں جب کہ صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ بھی متعدد مواقع پر اس کا عندیہ دے چکے تھے کہ وہ اس مقصد کے لئے وزیر اعظم سے مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کا فیصلہ اعلیٰ ایوانوں میں اس سے قبل بھی ایک سے زائد بار ہو چکا ہے لیکن اصل مسئلہ موجودہ نوآبادیاتی سسٹم کا ہے کہ اس نے اس فیصلہ کو کبھی ایک خاص حد سے آگے بڑھنے کا موقع نہیں دیا اور جب بھی قرآن و سنت کی بالادستی کے کسی فیصلے نے یہ "ریڈ لائن" کراس کرنے کی کوشش کی وہ خود غیر مؤثر اور بے نتیجہ ہو کر رہ گیا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا اقدام "قرار داد مقاصد" کی منظوری کا تھا جو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان مرحوم نے دستور ساز اسمبلی سے منظور کرائی اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کو تسلیم کرتے ہوئے ملک کے منتخب اداروں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ کتاب و سنت کی مقرر کردہ حدود کے اندر قانون سازی کر سکیں گے۔ لیکن یہ قرار داد مقاصد ملک کے ہر دستور میں شامل ہونے کے باوجود اس کا صرف دیباچہ رہی اور اسے کسی بھی دستور کے نفاذ کے وقت دستور کا واجب العمل حصہ قرار نہیں دیا گیا۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے تفویض کردہ اختیارات کے تحت ۱۹۷۳ء کے دستور میں بہت سی ترامیم کیں تو ان میں ایک ترمیم قرار داد مقاصد کے بارے میں بھی تھی۔ جس کے ذریعے اسے دستور کا واجب العمل حصہ قرار دیا گیا اور اس کے بعد لاہور ہائی کورٹ اور سندھ ہائی کورٹ نے اس کی روشنی میں بعض اہم فیصلے بھی صادر کئے مگر انہی میں سے ایک فیصلے کے خلاف اپیل میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بینچ نے جناب جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ کی سربراہی میں قرارداد مقاصد کی امتیازی اور بالادست حیثیت کو ختم کر دیا اور قرآن و سنت کی بالادستی کا یہ دستوری سفر ایک خاص حد پر آ کر ختم ہو گیا۔

دوسری بار سینٹ آف پاکستان میں مولانا سمیع الحق اور قاضی عبد اللطیف کے پیش کردہ "شریعت بل" میں قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دیا گیا تھا اور یہ شریعت بل مختلف مراحل سے گزرتا ہوا سینٹ میں منظور بھی ہو گیا تھا جس میں میاں نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگی ارکان نے اہم کردار ادا کیا تھا لیکن جب وہی شریعت

بل میاں محمد نواز شریف کی وزارت عظمیٰ کے سابقہ دور میں قومی اسمبلی میں پیش ہوا تو اس میں قرآن و سنت کی بالادستی کی شق میں اس شرط کا اضافہ کر دیا گیا کہ "بشرطیکہ اس سے ملک کا سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچہ متاثر نہ ہو" اور اس طرح قرآن و سنت کو ملک کا بالاتر قانون قرار دلوانے کی یہ کوشش بھی اسی "ریڈلائن" پر پھر پھڑا کر رہ گئی جس پر قرار داد مقاصد کا جھٹکا ہوا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد ملک کے دینی حلقوں نے از سر نو اس مطالبہ پر رائے عامہ کو منظم کرنا شروع کیا کہ دستور میں باضابطہ ترمیم کے ذریعے قرآن و سنت کو غیر مشروط طور پر ملک کا سپریم لاء قرار دیا جائے اور اسی کے نتیجے میں قومی اسمبلی میں یہ بل پیش کیا گیا ہے جس پر نفاذ اسلام کی جدوجہد کا ہر کارکن خوشی کا اظہار کرے گا کہ یہ اس کے دل کی آواز ہے اور ملک کو موجودہ فرسودہ نظام سے نجات دلا کر ایک منصفانہ اور عادلانہ نظام فراہم کرنے کا راستہ بھی یہی ہے۔ لیکن سابقہ تلخ تجربات کی روشنی میں یہ سوال اب بھی بدستور موجود ہے کہ ملک کے موجودہ سیاسی انتظامی اور عدالتی ڈھانچے کے ساتھ اس فیصلے کا کیا تعلق ہو گا؟ کیونکہ اگر موجودہ "فریم ورک" کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے اندر قرآن و سنت کی بالادستی کو کسی جگہ فٹ کرنے کی کوشش کی جائے گی تو یہ اقدام بھی قرار داد مقاصد کی طرح دستور میں ایک اور خوبصورت "شوپیس" سجا دینے کے سوا کوئی نتیجہ نہیں دے گا اور اس سے جہاں نفاذ اسلام کے خواہاں عوام اور کارکنوں کی مزید حوصلہ شکنی ہو گی وہاں ان قوتوں کا موقف بھی اور مضبوط ہو گا کہ موجودہ سیاسی عمل کے ذریعہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ممکن نہیں ہے اور نفاذ اسلام کی جدوجہد کرنے والوں کو متبادل راستے تلاش کرنے چاہئیں۔ اس لئے موجودہ حکمران اگر نفاذ اسلام کے اس عمل میں مخلص ہیں تو انہیں موجودہ نو آبادیاتی ڈھانچے کے بارے میں دو ٹوک موقف اختیار کرنا ہو گا اور موجودہ نظام اور اسلام میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے اس کے عملی تقاضے پورے کرنا ہوں گے ورنہ وہ قرآن و سنت کی بالادستی کے دعوے کے ساتھ انصاف نہیں کر سکیں گے۔

پھر قرآن و سنت کی دستوری بالادستی کی اس آئینی ترمیم کو اگر صرف اسی حد تک محدود رکھا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا لیکن اس کے ساتھ دستوری ترامیم کے لئے دو تہائی اکثریت کی شرط کو ختم کرنے اور حکومت کو اپنے کسی حکم کے تحت کسی قانون یا عدالتی فیصلے کو کالعدم قرار دینے کا اختیار تفویض کرنے کی دو اضافی باتیں شامل کر کے "ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں" کا تاثر پیدا کر دیا گیا ہے جس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ حکومت اس کی "آڑ" میں دراصل کچھ اور مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے یا فائنل اختیارات بہرحال اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہے تا کہ وہ اپنے لئے ضروری تحفظات کو یقینی بنا سکے۔

تاہم ان سب خدشات، شبہات اور ذہنی تحفظات کے باوجود پاکستان کی قومی اسمبلی میں قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کا دستوری بل ایک ایسی پیش رفت ہے جس پر نفاذ اسلام کا کوئی بھی کارکن خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور اسی لئے اس بل کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہم وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سے یہ گزارش کریں گے کہ وہ اسے حکومت اور اپوزیشن کے حوالہ سے نمٹانے کی کوشش کرنے کی بجائے قومی نقطہ نظر سے ڈیل کریں اور ملک کی تمام دینی و سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر اس پر زیادہ سے زیادہ اتفاق رائے حاصل کرنے کے لئے اپنے تمام تر ذرائع اور صلاحیتیں استعمال کریں کیونکہ یہ قوم کے مستقبل کا مسئلہ ہے ملک کو "نو

آبادیاتی نظام سے نجات دلانے کا مسئلہ ہے اور پاکستان کے قیام کے نظریاتی مقاصد کی تکمیل کا مسئلہ ہے اسے جس قدر سنجیدگی، تدبر اور اعتماد کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی جائے گی ملک و قوم کے بہتر مستقبل کے لئے یہ اسی قدر سودمند ہوگا۔

بقیہ از صفحہ ۴۰

آدمی کی مستقل ڈیوٹی ہوتی جو ہر آنے والے کو شرعی طریقہ سے یہ سمجھاتا کہ دین اسلام میں قبر کی زیارت کے کیا آداب ہیں۔ یہاں کیا کرنا ہے، کن افعال سے گریز کرنا ہے، یا کم از کم لکھ کر لگا دیا جائے کہ دربار پر جھکنا، سجدہ ریز ہونا کفر و شرک ہے۔ مگر کون کرے؟ ایک توحید پرست نیک انسان کے مقبرے پر شرک کھلے عام ہو رہا ہے۔ مگر کسی کی اس طرف توجہ ہی نہیں اور کیسے توجہ ہو۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ یہ سب کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہے اور دنیا بٹورنے کے طریقے ہیں۔ چاہے صحیح راستہ سے ہاتھ آئے یا حرام طریقہ سے اور یہی وہ مال ہے جو قیامت کے دن وبال جان بنے گا اور سوال ہوگا مال کہاں سے اور کس طریقہ سے کمایا؟

عبادات میں سب سے زیادہ فضیلت والی عبادت نماز ہے اور نماز کا اہم رکن سجدہ ہے اور اللہ کا قرب سب سے زیادہ سجدہ سے حاصل ہوتا ہے اور سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہی خاص ہے۔

اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے بلحاظ مراتب سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور مخلوق میں سب سے اعلیٰ افضل ایک ذات گرامی ہے جس کا نام محمد و احمد ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو اللہ کے سچے آخری رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مقام حیرہ گیا تھا (وہاں پر) لوگوں کو دیکھا وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں۔ آپ تو اس سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ قیس بن سعد علیہ السلام کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بتاؤ تم اگر میری قبر پر گزرتے تو کیا اس کو بھی سجدہ کرتے۔ (جس پر) میں نے کہا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بھی مت کرو اگر میں کسی کو یہ حکم کرتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو یقیناً عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہروں کو (سجدہ) کریں۔ کیونکہ شوہروں کا اپنی بیویوں پر بڑا حق ہے (ابوداوٗد) اتنی بڑی ذات جب سجدہ اپنے لئے روا نہیں سمجھتی۔ کیونکہ یہ حق صرف ایک اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا پھر امت کے کسی فرد کو چاہے کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو سجدہ کرنا کہاں کا انصاف ہے۔؟ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بغور سن لو کہ تم سے پہلی امتیں اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتی تھیں۔ دیکھو تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تم کو اس حرکت کی بابت سختی سے منع کرتا ہوں (ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے امت رسول کے افراد اس فعل بد سے اجتناب کیوں نہیں کرتے؟ کیا انہیں فکر آخرت نہیں؟ جب مشرکین جہنم میں پھینکے جائیں گے۔!